امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

محمد عرفان الحق، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کاتب وحی بھی تھے اور ناشر قرآن بھی۔ آپ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے چوتھے فرد تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرے داماد تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ فاطمہؓ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ سیدہ رقیہؓ سے سیدنا عثمانؓ کے فرزند حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے اور انہی عبداللہؓ کے نام پر سیدنا عثمانؓ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی۔ مروّج الذہب کے مطابق ان عبداللہؓ بن عثمانؓ کا انتقال 76 سال کی عمر میں ہوا۔ سیدنا عثمانؓ اور سیدہ رقیہؓ کے ان صاحب زادے اور نبی عیہ السلام کے نواسے جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اولاد فی زمانہ بھی پاکستان کے کچھ علاقوں میں موجود ہے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پرملال کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیسری بیٹی، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ جب وہ بھی وفات پا گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر میری چالیس بیٹیاں (ایک روایت کے مطابق سو) بھی ہوتیں تو میں اسی طرح ایک کے بعد ایک، عثمانؓ کے نکاح میں دیتا جاتا۔ خیال رہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ واحد ہستی ہیں جن کے نکاح میں کسی پیغمبر کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئی ہوں۔ اس صفت میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی وجہ سے سیدنا عثمانؓ کا لقب ''ذوالنورین'' یعنی ''دو نوروں (روشنیوں) والا'' ہے۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ 12 سال تک امتِ مسلمہ کے خلیفہ رہے اور کئی ممالک فتح کر کے خلافت اسلامیہ میں شامل کیے۔ آذربائیجان، آرمینیا، ہمدان کے علاقوں میں بغاوت ہوئی، جس کا قلع قمع امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی ہوا۔ اور اس بغاوت کا سدباب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور کی بغاوتوں کے سدباب کی طرح ہی اہم تھا۔ مزید یہ کہ ایران کے کئی علاقے مثلاً بیہق، نیشاپور، شیراز، طوس، خراسان وغیرہ بھی خلافت عثمانی میں ہی فتح ہوئے اور قیصر روم بھی آں محترمؓ کے دور میں ہی واصل نار ہوا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی بحری جہاد کا آغاز ہوا۔ بحری جہاد کی ابتداء کرنے والے لشکر کے لیے جنت کی خوشخبری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لسان مبارکہ سے ارشاد فرما چکے تھے۔ ۲۷/ ۲۸ ہجری میں امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے اس وقت کے حاکم شام سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلا بحری بیڑا تیار کیا اور جزیرۂ قبرص سمیت کئی اہم خطوں پر پرچم اسلام لہرایا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شرم وحیا اور جود وسخا کے پیکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی زنا نہیں کیا اور نہ ہی کبھی

شراب نوشی کی۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی نرم خو اور سخی تھے۔ متعدد مرتبہ نادار اور مجبور مسلمانوں کے لیے اپنا مال بغیر کسی قیمت کے فی سبیل اللہ خرچ کیا۔ اور کئی دفعہ جہاد کے لیے مالی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال وزر پیش کیا۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سخاوت جنت کا درخت ہے اور عثمانؓ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہیں اور کمینگی جہنم کا درخت ہے اور ابوجہل اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی ہے (کنز العمال)۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی مبارک سے کپڑا نسبتاً زیادہ اوپر اٹھا ہوا تھا اسی اثناء میں علم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ چلے آرہے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی عجلت میں کپڑا نیچے کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس ضمن میں استفسار فرمایا تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: کیا میں اُس سے حیا نہ کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں (مسلم)۔

سیدنا عثمانؓ نے غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ غزوۂ بدر کے موقع پر سیدنا عثمانؓ کی اہلیہ محترمہ دختر نبیؐ سیدہ رقیہؓ علیل تھیں، جس وجہ سے نبی علیہ السلام نے خود سیدنا عثمانؓ کو غزوہ بدر میں شرکت سے رخصت دی، مگر سیدنا عثمانؓ اس عدم شرکت کے باوجود فضائل ومناقب کے لحاظ سے شرکاء بدر میں شامل ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا کہ آپ کو اہل بدر کے برابر اجر ضرور ملے گا، نیز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں میں شرکت فرمائی، اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالہجرتین (دو ہجرتوں والا) بھی کہا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی پانی کی بنیادی ضرورت پوری کرنے کے لیے بئر رومہ نامی کنواں خریدنا ہو یا غزوہ تبوک کے موقع پر بے سروسامان صحابہؓ کے لشکر پر خرچ کرنے کا موقع ہو، ہر موقع پر سیدنا عثمانؓ نے اپنے اموال اللہ کی راہ میں بے دریغ نچھاور کیے۔ سیدنا عثمانؓ کے صالحانہ وبے لوث کردار اور خدمت اسلام کی وجہ سے ہی نبی علیہ السلام نے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا کہ ’’آج کے بعد عثمانؓ پر ان کے کسی عمل کے سبب پکڑ نہ ہوگی۔ مسجد نبوی کے توسیع میں بھی سیدنا عثمانؓ کا مالی کردار ناقابل فراموش ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بار حلوہ تیار کر کے اسے نبی علیہ السلام کی خدمت میں، جو کہ اس وقت ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے، پیش کیا تو نبی علیہ السلام نے حلوہ تناول فرما کر اس کی تعریف فرمائی اور استفسار فرمایا کہ کس نے بھیجا ہے؟ معلوم ہوا کہ عثمانؓ نے بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عثمانؓ کے ساتھ راضی ہو جانے کی دعا فرمائی۔

صلح حدیبیہ کے سال نبی علیہ السلام اپنے صحابہ کرامؓ کی معیت میں عمرہ کے ارادہ سے جانب مکہ عازم سفر ہوئے مگر معلوم ہوا کہ کفار مکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمرہ ادا کرنے میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں تو آپ ﷺ نے سیدنا عثمانؓ کو اپنا سفیر بنا کر گفت وشنید کے لیے مکہ بھیجا جہاں کفار نے سیدنا عثمانؓ کی شہادت کی افواہ اڑا دی۔ اس پر نبی علیہ السلام کو انتہائی رنج وقلق ہوا اور آپ ﷺ نے سیدنا عثمانؓ کے قتل ناحق کا انتقام لینے کے لیے اپنے ساتھ موجود تقریباً ڈیڑھ ہزار

صحابہ کرامؓ سے فرداً فرداً بیعت لی، اسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ بیعتِ رضوان کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک کوسیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دست مبارک قرار دیتے ہوئے انؓ کی طرف سے بیعت کی۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بدولت تقریباً ڈیڑھ ہزار مسلمانوں سے اپنی رضا کا اعلان فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اللہ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا (یعنی خلافت عطا فرمائے گا) لوگ چاہیں گے کہ آپ وہ قمیص اتار دیں (یعنی خلافت سے دستبردار ہوجائیں) اگر آپ لوگوں کی وجہ سے اس سے دستبردار ہوئے تو آپ کو جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی۔ یہی وجہ تھی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سبائی بلوائیوں کے پرزور مطالبہ کے باوجود بھی منصب ِ خلافت سے دستبردار نہ ہوئے اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جان لٹادی۔اسی سبائی سازش کے نتیجہ میں خلیفۂ وقت امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا۔اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور عام مسلمان بغرض حج مکہ مکرمہ میں تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دریچہ سے ظاہر ہوکر ان عاقبت نا اندیش سبائی آلہ کاروں کو تنبیہ کی مگر ان کی عقلیں ماؤف اور ضمیر مردہ ہو چکے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے دست بردار ہونے کو کہا گیا مگر بحکم نبوی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مطالبہ رَد کردیا۔ اور چالیس دن بھوکے پیاسے روزہ کی حالت میں ان سازشی سبائیوں کے محاصرہ میں اپنے گھر میں ہی مقید رہے۔ دن رات نماز وتلاوت قرآن میں مشغول رہے۔اور بالآخر ۱۸ ذی الحج، ۳۵ ہجری کو دوران تلاوت قرآن شہید کردیے گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

امام جود وسخا، پیکر شرم وحیا، ہم زلف علی مرتضیٰؓ، کاتبِ وحی، ذوالنورین، فاتح افریقہ، خلیفۂ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت ومنقبت کے تفصیلی احاطہ کے لیے یہ سطور ناکافی ہیں اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت مطہرہ کے محض چند پہلو سپردتحریر کیے گئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز ان مقدس شخصیات کی عظمت کے تحفظ کیلئے ہماری جان، مال اور وقت اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمالے،آمین۔

بروایت ترمذی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں، میرے رفیق جنت عثمانؓ ہیں۔ترمذی ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کا جنازہ لایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھنے سے انکار فرمادیا،صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ! ہم نے تو کبھی آپ کو کسی کا جنازہ پڑھنے سے انکار کرتے نہیں دیکھا،تو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس شخص کو عثمانؓ سے بغض تھا پس اللہ کو بھی اس سے نفرت ہے۔صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد! رک جا! اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔غور فرمائیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے پہاڑ کی حرکت بھی

برداشت نہیں کرتے بلکہ پہاڑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ رک جا! سوچیے کیا آج صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت ورفعت اور علوشان کے منافی فکر رکھنے والوں کی داروگیر اور سرزنش روک دی جائے؟ صحابہ کرامؓ کے لیے، نبی کریم، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تو پہاڑ کی حرکت برداشت نہیں کرتے تو کیا آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان وایقان پر اعتراضات برداشت کر لیے جائیں؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کے ان مہکتے پھولوں کو ایمان سے عاری مشہور کرنے کا متوازی اسلام منصوبہ بآسانی پہنچنے دیا جائے؟ ہرگز نہیں!!! اللہ تعالیٰ ہمیں عظمتِ صحابہؓ کے تحفظ کے لیے حتی المقدور سعی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ارشاداتِ عثمانی:

امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ چونکہ مکتب نبوت کے ایک اہم اور لائق شاگرد تھے انہوں نے اپنے مربی نبی کریم ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں جہاں اور کئی مواقع پر آں حضرت ﷺ کی تربیت کے مطابق قرآن وسنت کو سامنے رکھتے ہوئے احسن انداز اختیار فرمائے وہاں سیدنا عثمانؓ نے وقتاً فوقتاً علم وحکمت اور دانائی وتدبر سے بھرپور کلمات بھی ارشاد فرمائے جن میں سے چند ایک پیش ہیں:

☆ اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بہت نفع ہوگا

☆ بندگی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الٰہی کی حفاظت کرے اور جو عہد کسی سے کرے اس کو پورا کرے اور جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہوجائے اور جو نہ ملے اس پر صبر کرے

☆ دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے

☆ متقی کی علامت یہ ہے کہ اور سب لوگوں کو تو سمجھے کہ وہ نجات پا جائیں گے اور اپنے آپ کو سمجھے کہ ہلاک ہوگیا

☆ سب سے زیادہ بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفر آخرت کی تیاری نہ کرے

☆ دنیا جس کے لیے قید خانہ ہو قبر اس کے لیے باعث راحت ہوگی

☆ اگر تمہارے دل پاک ہوجائیں تو کبھی قرآن شریف کی تلاوت یا سماعت سے سیری نہ ہو

☆ محاصرہ کے زمانہ میں جب اتمام حجت کے لیے آپ نے بالا خانہ سے سر باہر نکالا تو فرمایا مجھے قتل نہ کرو بلکہ صلح کی کوشش کرو، خدا کی قسم میرے قتل کے بعد پھر تم لوگ متفقہ قوت کے ساتھ قتال نہ کرسکو گے اور کافروں سے جہاد موقوف ہوجائے گا اور باہم مختلف ہوجاؤ گے۔

☆ محاصرہ کے زمانہ میں لوگوں نے پوچھا کہ امیر المؤمنین! آپ تو مسجد نہیں جاسکتے انہی باغیوں میں سے کوئی شخص امام بنتا ہے، ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہ نماز اچھا کام ہے جب لوگوں کو اچھا کام کرتے ہوئے دیکھو تو ان کے ساتھ شریک ہوجایا کرو، ہاں برے کاموں میں ان کے ساتھ شرکت نہ کرو۔